وفاقی شرعی عدالت میں مسیحیوں کو شراب کے پرمٹ دیے جانے سے متعلق درخواست کی سماعت

پاکستان کرسچن کانگرس کے صدر ناظر بھٹی نے شراب کی مذہبی بنیادوں پر تقسیم اور مسیحیوں کو جاری شدہ پرمٹوں کے فوری طور پر منسوخ کیے جانے کے لیے وفاقی شرعی عدالت میں ایک پٹیشن دائر کی ہے۔ ان کی پٹیشن کے مطابق مروجہ قانون کے مطابق مسیحیوں کو دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ شراب نوشی کی جو اجازت دی گئی ہے وہ درست نہیں۔ مسیحیت ایک الہامی مذہب ہے اور بائبل شراب نوشی کی مکمل ممانعت کرتی ہے۔

انہوں نے پٹیشن میں کہا ہے کہ "مسیحی عوام غریب ہیں اور وہ شراب کی قوتِ خرید نہیں رکھتے بلکہ حکومت نے اکثریتی برادری کو شراب مہیا کرنے کے لئے اقلیتوں کو چور دروازے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ جب کہ اسلام بھی شراب کو ام الخبائث قرار دیتا ہے۔

۲ فروری کی ابتدائی سماعت میں درخواست گزار نے عدالت میں شراب کے بارے میں مسیحی مذہبی رہنماؤں کی رائے اور مسیحیت میں شراب نوشی کو گناہ کبیرہ قرار دینے کے مصدقہ فتویٰ کی نقول داخل کیں۔ وفاقی شرعی عدالت نے پٹیشن کی باقاعدہ سماعت کا فیصلہ محفوظ رکھا۔ (روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی - ۱۱ فروری ۱۹۹۲ء)

ملائیشیا

"ملائیشیا میں عیسائیت" —— مسیحی نقطہ نظر

[مندرجہ بالا موضوع پر نیوز نیٹ ورک انٹرنیشنل میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کی تلخیص فوکس (لیسٹر) نے اکیومینکل پریس سروس کے حوالے سے نقل کی ہے۔ ذیل میں اس تلخیص کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت حال میں مسیحی زاویہ نظر کیا ہوتا ہے۔ مدیر]

نومبر ۱۹۹۰ء کی بات ہے کہ ملائیشیا کے دارالحکومت (کوالالمپور) کے شمال مغرب میں عیسائی اکثریت کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں سرکاری اہل کار دو بلڈوزروں کے ساتھ آئے۔ ان کی حفاظت کے لیے پولیس اور ایم ۱۶ رائفلوں سے مسلح فوجی دستے ساتھ تھے۔ وہ اس دور دراز گاؤں میں گرجے کے سامنے آکر رکے جو ان ہی دنوں تعمیر کیا گیا تھا اور بیس منٹ کے اندر اندر گرجا، جسے تعمیر کرنے پر

دیہاتی فخر سے پھولے نہ سماتے تھے، تیس سہمے ہوئے دیہاتیوں کے دیکھتے دیکھتے ملبے کا ڈھیر بن گیا۔

جوں جوں ملک میں احیائے اسلام کی لہر مضبوط ہوتی جا رہی ہے، ملائیشیا کا چرچ مشکل صورتِ حال سے دوچار ہوتا جا رہا ہے۔ آیا چرچ کو ان مسائل کا سامنا کرنا چاہیے جو اس کی آزادی اور ترقی کے لیے خطرہ ہیں یا چپکے سے مسائل سے پہلوتہی کر لے اور دعاؤں سے کام لے۔ ملائیشیا کی مسیحی آبادی، دوسرے غیر مسلم گروہوں کی مانند، بڑھتی ہوئی اسلامی بنیاد پرستی اور اپنے ایمان کے درمیان ایک نازک اور مشکل رستے پر چل رہی ہے۔

۱۹۵۷ء میں ملائیشیا نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء میں شمالی بورنیو کی ریاستوں --- صباح اور ساراواک کے شامل ہونے سے ملائیشیا کا وفاق وجود میں آیا۔ ابتداء سے ملائیشیا کی سیاست پر طاقت ور اور بارسوخ "ملائی" چھائے رہے ہیں جو کل آبادی کا صرف 53 فیصد ہیں۔

ملائی (Malay) کلچر کے تانے بانے میں اسلام اس طرح پیوست ہو چکا ہے کہ قانونی اعتبار سے "ملائی" پیدا ہونے کا مطلب مسلم پیدا ہونا ہے اور اپنا مذہبی ورثہ ترک کرنے والوں کے لیے سخت سزائیں ہیں۔ اب بہت سے غیر مسلم ملائیشیائی باشندے خوفزدہ ہیں کہ "مسجد اور ریاست" کے درمیان علیحدگی خطرناک حد تک گھٹتی جا رہی ہے۔

اسلام ملائیشیا کا سرکاری مذہب ہے مگر قومی دستور وفاق میں ہر جگہ کامل مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ تاہم چرچ کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ملائیشیائی سمجھتے ہیں کہ مسلمان حکومت پر بنیاد پرست مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے سبب چند برسوں سے سب ہی غیر مسلموں کے حقوق میں غیر محسوس طور پر کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اس صورتِ حال میں ملائیشیا کے چرچ کو اپنے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کرنی چاہیے۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اسے ناقابلِ تردید اندرونی اور بیرونی چیلنجوں کا سامنا ہے۔

غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ اور صورت حال پر نظر رکھنے کے لیے آزاد "غیر مسلم واچ گروپ" قائم کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک "سکھ پنتھ، ہندو دھرم، عیسائیت اور بدھ مت کی ملائیشیائی مجلس مشاورت Malaysian Consultative Council of Buddhism, Christianity, Hinduism and Sikhism ہے۔ یہ ادارے اس امر کے اظہار میں بڑے واضح ہیں کہ مذہبی حقوق میں کمی ہو جانے کے لیے محض حکومت یا اس کے اہل کاروں کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ان اداروں کا اصرار ہے کہ صورتِ حال پر نظر نہ رکھنے اور کوئی قدم نہ اٹھانے کے سبب غیر مسلم خود بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔

اگرچہ اکثر ملائیشیائی عیسائی اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ وزیر اعظم مہاتر کی وفاقی حکومت اور ان کی حکمران جماعت یونائیٹڈ ملے نیشنل آرگنائزیشن (United Malay National Organization) اسلامی تجدید کے بارے میں اعتدال پسندانہ اور حکمت پر مبنی رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ تاہم بہت سے لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ چرچ کو اپنا نظم و نسق چلانے میں روز بروز پیچیدگیوں کا سامنا ہے۔

"ہم جانتے ہیں کہ اسلام عیسائیت کو (ملائیشیا میں) اپنا سب سے بڑا دشمن خیال کرتا ہے اور مسلم بنیاد پرست رہنماؤں کے سامنے اپنے منصوبے ہیں۔ کوالالمپور کے ایک چرچ رہنما نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ مسلم بنیاد پرستوں کا منصوبہ یہ ہے کہ عیسائیت کا مطالعہ کیا جائے، اس کی افزائش روکی جائے اور بالآخر اس کا گلا گھونٹ دیا جائے۔"

ملائی مسلم آبادی حکومت پر دباؤ ڈالتی رہتی ہے کہ وہ اسلام کے حوالے سے فعّال کردار ادا کرے چنانچہ اس دباؤ کے تحت حکومت نے گذشتہ دہائی سے اسلامائزیشن کا عمل شروع کر رکھا ہے۔ اگرچہ حکومت اسے محض، سرکاری ملازمتوں میں اسلامی اقدار داخل کرنے اور ملازموں کو ان سے آگاہ کرنے کا ایک عمل قرار دیتی ہے۔ مگر بہت سے غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عمل اس سے کہیں زیادہ ہے کہ ملائیشیائی زندگی کے ہر پہلو میں اسلامی اصول داخل کیے جا رہے ہیں۔

حالیہ برسوں میں ملائیشیا کی مسلمان آبادی اور ملائی پریس میں اس مسئلے پر بہت کچھ لکھا گیا ہے کہ ملک کے موجودہ نظامِ قانون کو، جو برطانوی روایات و اقدار کے تحت وجود میں آیا، شریعت سے بدل دیا جائے۔ شریعت پر مبنی نظام میں ایسے ضوابط موجود ہیں جن کی رو سے غیر مسلموں کو حکومت کے کلیدی عہدوں سے محروم کر دیا جائے گا اور وہ مسلمانوں کے خلاف شہادت بھی نہیں دے سکیں گے۔

اگرچہ اکثر مسیحی رہنماؤں کو یقین ہے کہ موجودہ حکومت کے تحت ملائیشیا میں شریعت پر مبنی اسلامی حکومت قائم نہیں کی جا سکتی تاہم پہلے ہی بہت سے ایسے قوانین رائج ہیں جو غیر مسلموں پر پابندیاں عائد کرتے ہیں اور اسلام کے پھیلاؤ کا باعث ہیں ... اور اس بات کا بھرپور امکان موجود ہے کہ سیاسی ذرائع کو چابک دستی سے استعمال کرتے ہوئے، اعلیٰ عہدوں پر قبضے اور مسلم آبادی کے حق میں قانون سازی کے ذریعے قومی سطح پر "چور دروازے" سے شریعت نافذ کر دی جائے۔ چور دروازے کے عمل میں یہ بھی شامل ہو سکتا ہے کہ پہلے ایک ریاست میں شریعت نافذ ہو اور پھر دوسری میں۔

چرچ کو اسلامائزیشن کے اثرات کا احساس کئی معاملوں سے ہوا ہے۔ ۱۹۸۱ء سے بائبل کے نسخے صرف مخصوص مسیحی مراکز سے خریدے جا سکتے ہیں اور صرف عیسائیوں کو اجازت ہے کہ وہ بائبل

اپنے پاس رکھیں۔ بہاسا ملائیشیائی زبان میں بائبل کے اندر بعض اصطلاحات کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ ان اصطلاحات کا تعلق اسلام سے سمجھا جاتا ہے۔ بہاسا ملائیشیائی زبان میں خدا کے لیے لفظ "اللہ" مستعمل ہے۔ مسلم بنیاد پرستوں کے موقف کے مطابق بائبل کے اندر "اللہ" کا استعمال دانستہ طور پر مسلمانوں کو الجھانے کے لیے ہے اور غیر محسوس طور پر انہیں دائرۂ عیسائیت میں داخل کرنے کے لیے ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ "اللہ" قبل از اسلام دور کا لفظ ہے جو پیغمبر محمدؐ کی ولادت سے بہت پہلے عرب عیسائی استعمال کرتے تھے اور اب بھی مشرقِ وسطی اور انڈونیشیا کے عیسائی اپنی روزمرّہ عبادت میں استعمال کرتے ہیں۔

مغربی ملائیشیا میں مقامی حکام کی جانب سے چرچ کی جائداد اور عمارتوں سے متعلق درخواستوں کو رد کرنے کا عمل بڑھتا جارہا ہے۔ نیشنل ایونجلیکل فیلوشپ آف ملائیشیا کے ایگزیکٹو سیکرٹری ڈینیل ہو کے مطابق ایسی درخواستیں آخری منظوری یا نامنظوری سے پہلے خاموشی سے محکمہ اسلامی امور کے ارکان کو بھیج دی جاتی ہیں تاکہ وہ تحقیق کے بعد اپنی رائے دیں۔

اگرچہ حالیہ برسوں میں بعض عیسائیوں کو دلیرانہ صاف گوئی کے سبب گرفتاری اور جیل کی ہوا کھانے کا خطرہ لاحق رہا ہے تاہم اب کوئی عیسائی اس لیے جیل میں پڑا ہوا نہیں ہے کہ اس نے وفاقی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف نقطۂ نظر اختیار کیا ہے۔

مذکورہ مشکلات کے باوجود گذشتہ چند برسوں میں مغربی ملائیشیا میں چرچ نے بتدریج ترقی کی ہے اور صباح اور سارواک کی مشرقی ملائیشیائی ریاستوں میں چرچ بہت تیزی سے پھیلا ہے۔

متفرق

اطالوی آبادی کی سوچ ۔ ایک سروے کی روشنی میں

ایک اطالوی کیتھولک میگزین میں شائع شدہ سروے کے مطابق ۹۸ فیصد اطالوی بچوں کو آج بھی چرچ میں بپتسمہ دیا جاتا ہے لیکن صرف ۴۶ فیصد نوجوان کیتھولک کہلانا پسند کرتے ہیں۔ ۲۰ فیصد کسی مذہب پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ اطالویوں کے نزدیک "تشدد" سنگین ترین جرم ہے۔ جھوٹی قسم کھانا، منشیات کا استعمال اور بہتان طرازی جیسے جرائم اس کے بعد آتے ہیں۔ ۳۶ فیصد کی رائے میں ہم جنسی سرکشی کے مترادف ہے۔ ۲۲ فیصد شادی کے بغیر جنسی تعلقات کو گناہ خیال کرتے ہیں جب کہ اس سے دگنی تعداد یعنی ۴۴ فیصد کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ماہنامہ "فوکس"۔ لیسٹر، اکتوبر ۱۹۹۱ء)